شیعہ مسلک
اور اسکے ذیلی فرقے

رائے احمد خان کھرل

facebook.com/ sage shreen

اثنا عشریہ

(یعنی بارہ امام) ، اہل تشیع (یعنی شیعہ) کا سب سے بڑہ گروہ مانا جاتا ہے۔ قریبا 80 فیصد شیعہ اثنا عشریہ اہل تشیع ہیں۔ ایران، آذربائجان، لبنان، عراق، اور بحرین میں ان کی اکثریت ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہیں۔ پاکستان میں اہل سنت کے بعد اثنا عشریہ اہل تشیع کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔
اثنا عشریہ کی اصطلاح ان بارہ معصوم اماموں کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد اور داماد امام علی بن ابی طالب سے شروع ہوتا۔ یہ خلافت پر یقین نہیں رکھتے اور ان کا نظریہ نظام امامت ہے۔ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ان کے جانشین بارہ معصوم امام ہیں بلا فصل جانشین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور کل بارہ امام ہیں۔ جن کا تذکرہ تمام مکاتب اسلام کی احادیث میں آتا ہے۔ تمام مسلمان ان آئمہ کو اللہ کے نیک بندے مانتے ہیں۔ تاہم اثنا عشریہ اہل تشیع ان آئمہ پر خاص اعتقاد یعنی عصمت کی وجہ سے خصوصی شہرت رکھتے ہیں۔ ان بارہ آئمہ کے نام یہ ہیں:

حضرت امام علی
حضرت امام حسن
حضرت امام حسین
حضرت امام زین العابدین
حضرت امام محمد باقر
حضرت امام جعفر صادق

حضرت امام موسی کاظم
حضرت امام علی رضا
حضرت امام محمد تقی
حضرت امام علی نقی
حضرت امام حسن عسکری
حضرت امام مہدی

اثنا عشریہ اہل تشیع اور دوسرے مسلمانوں میں ان کے وجود کے دور اور ظہور کے طریقوں کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں

اسماعیلی

چھٹے امام جعفر صادق کی وفات پر اہل تشیع کے دو گروہ ہو گئے۔ جس گروہ نے ان کے بیٹے اسماعیل کو ، جو کہ والد کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے ، اگلا امام مانا وہ اسماعیلی کہلائے۔ اس گروہ کے عقیدے کے مطابق اسماعیل بن جعفر ان کے ساتویں امام ہیں۔ ان کا امامت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

جس گروہ نے حضرت موسی کاظم کو اگلا امام مانا وہ اثنا عشری کہلائے کیونکہ یہ بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔

اسماعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ:

امام غیب اور آنے والے حوادث سے واقف ہوتا ہے اور شریعت کے تمام علوم جانتا ہے ۔

خصوصاً قران کے حروف مقطعات کے اسرار سے سوائے امام کے کوئی دوسرا واقف نہیں ۔

ہر مومن پر اپنے زمانے کے زندہ امام کی معرفت واجب ہے ، اگر وہ چل بسے اور اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے ۔

امام اپنے رائے سے نہیں بلکہ خدا کے الہام سے اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے ۔ امام کے بعد اس کا بیٹا ہی امام بنتا ہے ، چاہے وہ چھوٹا ہو کہ بڑا۔

امامت کا سلسلہ باپ کے بعد بیٹے کا دنیا ختم ہونے تک جاری رہے گا ، ہر زمانے میں امام کا ہونا ضروری ہے اور اس کے وجود سے دنیا میں برکت برقرار ہے ۔

امام کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی دشمنوں کے خوف سے مستور اور اس کی نیابت اس کے داعی کرتے ہیں ۔ جن پر ہمشیہ اس کی تائید ہوتی رہتی ہے ۔

امام اپنے پیروں کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے اور ان کے متعلق جیسا چاہے ویسا ہی احکام نافذ کرسکتا ہے ۔

قیامت کے دن قایم القیامہ ظاہر ہوں گے جو اس زمانے کی تمام حکومتوں کو مغلوب کر کے اپنی حکومت قائم کریں گے ۔ قیامت کی ابتدا امام محمد بن اسماعیل سے ہوگئی ہے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر شریعت معطل کردی ہے ۔

معرفت کی طرح ہر مومن اپنے زمانے کے امام کی ولایت بھی فرض ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسماعیلی اسلام، کے سات دعائم شمار کرتے ہیں ۔ یعنی ولایت ، طہارت ، صلوۃ ، زکواۃ ، روزہ حج اور جہاد۔ ان سب میں اول درجہ ولایت ہے ۔ یعنی ولایت کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ، کوئی کیسے ہی اعمال کیوں نہ کرے ۔ لیکن اگر وہ امام کی ولایت کا قائل نہیں تو سارے اعمال بیکار ہیں ۔

اسماعیلیوں کے لحاظ سے عبداللہ حسین امام مہدی ہیں ، جو گیارویں امام اور فاطمیین کے ظہور کے پہلے خلیفہ ہیں ۔ اس کے بعد طیبی دعوت کے نو امام ہوئے ، جو ظہور کے امام کہلاتے ہیں 525ھ میں ان کے اکیسویں امام طیب ڈھائی برس کی عمر میں دشمنوں کے خوف سے مستور کر دیے گئے ۔ اس امام کی نسل سے قیامت تک آئمہ یکے بعد دیگر ہوتے رہیں گے ۔ ، جن کا آخری امام قائم القیامہ ہوگا ، جس سے دور کشف کی ابتدا ہوگی۔ یہ سب آئمہ اولولامر کہلاتے ہیں ، جن کی اطاعت بندگان خدا پر فرض ہے

کیسانیہ

اہل تشیع کے ایک ایسے فرقہ کا نام ہے جو پہلی صدی ہجری کے پچاس سال بعد شیعوں کے درمیان پیدا ہوا اور تقریباً ایک صدی تک چلتا رہا پھر بالکل ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بہت سے عقائد و نظریات کو باقی فرقوں نے اپنا لیا

یہ گروہ جناب ''محمد حنفیہ ''(حضرت علیؑ کے بیٹے) کی امامت کا عقیدہ رکھتا تھا اور انہیں امیر المومنین ،امام حسن اور امام حسین کے بعد چوتھا امام گمان کرتا تھا۔ ''محمد حنفیہ ''حضرت امیر المومنین کے فرزند ارجمند تھے اور حضرت کی ان پر خاص توجہ ہوا کرتی تھی ان کی شہرت ''حنفیہ''اس جہت سے ہے کہ ان کی ماں کا تعلق ''خولہ'' ''بنی حنیفہ'' کے قبیلہ سے تھا امیر المومنین نے انہیں آزاد کیا تھا پھر اپنے ساتھ عقد نکاح پڑھا۔حضرت امیر المومنین اپنے اس فرزند ارجمند سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کے متعلق تحسین آمیز کلمات فرمائے کہ منجملہ ان میں سے حضرت کی یہ تعبیر مشہور ہے کہ فرمایا: ''انّ المحامدة تأبی ان یعصی اللہ'' ''محمد لوگ اجازت نہیں دیتے کہ خدا کی نا فرمانی ہو''۔راوی نے دریافت کیا :''یہ محمد لوگ کون ہیں ؟'' فرمایا: محمد بن جعفر ، محمد بن ابی بکر ،محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن امیر المومنین ۔ علامہ مامقانی معتقد ہیں کہ حضرت امیر المومنین کا یہ قول محمد حنفیہ کی وثاقت و عدالت پر دلالت کرتا ہے ،اس لیے کہ جب تک وہ اجازت نہ دیں تب تک دوسرا شخص خدا کی نا فرمانی نہیں کرسکتا تو پھر وہ خود بغیر کسی شک و شبہ کے خدا کی نا فرمانی نہیں کریں گے ۔ جنگ جمل میں جناب محمد حنفیہ ،بہت ممتاز موقعیت و منصب کے حامل تھے ، فتح و ظفر کا پرچم ان کے با وفا ہاتھوں میں تھا ،بے مثال شجاعت و صلابت کے ساتھ دشمن کو پیچھے بھگایا ، صفوں کو درہم برہم کیااور بہترین امتحان دیا۔ جب حضرت امیر المومنین نے سپاہِ اسلام کے پرافتخار پرچم کو محمد حنفیہ کے ہاتھ میں دیا تو انہیں خطاب کر کے ایک قابل توجہ خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فنون جنگ کے گراں قدر نکات کی یاد آوری کی ۔ خزیمہ بن ثابت ، محمد حنفیہ کی حمد و ثنا کی غرض سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اگر آج پرچم اسلام دوسرے شخص کے ہاتھ میں ہوتا ،تو رسوائی نصیب ہوتی۔'' اسی جنگ میں محمد حنفیہ سے دریافت کیا گیا تھا۔ ''کیسے سخت اور

ہولناک حالات میں تمہارے باپ تمہیں خطرے کے منھ میں ڈال رہے ہیں اور تمہارے بھائی حسن و حسین علیہما السلام کو ہر گز ان موقعوں پر میدان جنگ میں نہیں بھیجتے؟" محمد حنفیہ نے بہت لطیف تعبیر کے ساتھ جواب دیا تھا:

"حسن و حسین علیہما السلام میرے والد گرامی کی آنکھوں کے تارے ہیں اور میں ان کا قوی ترین بازو ہوں میرے باپ اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے تاروں کی حفاظت کرتے ہیں ۔"

امام حسین کی شہادت کے بعد ،ایک گروہ ان کی امامت کا معتقد ہوا اور سب سے پہلے "امیر مختار " کی مرکزیت پر اعتماد کرتا تھا اور لوگوں سے ان کے نام پر بیعت لیتا تھا۔ لیکن محمد حنفیہ ان کے اس کام سے راضی نہیں تھے اور ان کے اس کام کی کبھی بھی تصدیق و تائید نہیں کی ۔ جب امیر مختار نے اپنی کارکردگی کی رپورٹ محمد حنفیہکی خدمت میں تحریر کی تو جناب محمد حنفیہ نے جواب نامہ میں یوں اظہار کیا:

"رحم اللہ من کفّ یدہ و لسانہ و جلس فی بیتہ ،فانّ ذنوب بنی امیۃ اسرع الیھم من سیوف المسلمین "۔ "خدا اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو اپنے ہاتھ اور زبان کو محفوظ رکھے اور اپنے گھر میں بیٹھے، اس لیے کہ بنی امیہ کے تمام گناہ مسلمانوں کی تلواروں سے پہلے اس کی طرف تیزی سے آتے ہیں"۔

جو افراد کوفہ سے آتے تھے اور کوفہ کے حالات کی تفصیل ان کے لیے بیان کرتے تھے تو کہتے تھے: "میں خوش حال ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ہمارا انتقام لے ،لیکن میں راضی نہیں ہوں کہ تمام دنیا کا حاکم رہوں اور ایک بے گناہ انسان کا خون میری وجہ سے بہایا جائے" ۔

محمد حنفیہ نے امیر مختار کو اس کام سے صریحی طور پر منع نہیں کیا ہے۔ لیکن کمال صراحت کے ساتھ ان سے کہا:

"میں ہر گز جنگ اور خون ریزی کا حکم نہیں دیتا "۔

اور جب اس بات سے با خبر ہوئے کہ امیر مختار نے یہ اظہار کیا ہے کہ ان کی طرف سے بھیجے گئے ہیں تو ان سے نفرت و بیزاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ بعض نقل تاریخ کی بنا پر ان پر لعنت بھیجنے کے لیے زبان کھولی ۔ لیکن جب محمد حنفیہ عبد اللہ ابن زبیر کی طرف سے زمزم کے کنویں پر مقید تھے توامیر مختار کو پیغام دیا،اور امیر مختار نے چار ہزار لوگوں کو ان کی مدد کے لیے بھیجا اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو قید سے آزاد کرایا ۔

زہری کا بیان ہے :

"محمد لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند ، بہادر اور فتنوں سے دور تھے نیز جن چیزوں سے لوگ دل لگائے ہوئے تھے وہ ان سے پرہیز کرتے تھے ۔ جس وقت ان کے کسی چاہنے والے

نے ان کو ''یا مہدی'' کے عنوان سے خطاب کیا تو وہ اس عنوان سے خوش نہیں ہوئے اور اس سے کہا:

''ہاں! میں ہدایت یافتہ ہوں اور نیکیوں کی طرف ہدایت کرتا ہوں ،لیکن میرا نام محمد اور کنیت ابو القاسم ہے ،جب مجھے آواز دو تو مجھے ان دوناموں سے پکارا کرو۔''

بادشاہ روم نے عبد الملک کو تہدید آمیز اورخوفناک خط لکھا،عبد الملک نے حجاج سے کہا کہ اس طرح کا ایک تہدید آمیز خط محمد حنفیہ کو لکھو اور اس کا جواب میرے پاس لے آؤ۔ جب محمد حنفیہ کا جواب عبد الملک کے ہاتھ میں پہنچا تو حکم دیا کہ عین اسی جیسا جواب بادشاہ روم کے پاس لکھو: بادشاہ روم نے عبدالملک کے جواب میں لکھا: یہ بات تمہاری اور تمہارے خاندان کی طرف سے صادر نہیں ہوئی ہے، یہ کلام تو خاندان نبوت سے صادر ہوا ہے ۔

یہی گفتار کی متانت و لطافت ،نیک رفتار و کردار میں اعتدال پسندی،اس کے علاوہ علم سے سر شار،پُر بار عقل اور دوسری اخلاقی نیکیاں باعث ہوئیں کہ لوگوں کے دل ان کی محبت سے لبریز ہوجائیں اور سب ان کے بہترین معتقد ہو جائیں نیز یہی وجہ تھی کہ امیر مختار خود کو ان سے منسوب کرتے تھے تاکہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف موڑ سکےں ۔ لیکن جب وہ مختار کی دسیسہ کاریوں سے آگاہ ہو ئے تو ان سے نفرت کا اظہار کیا۔

اس فرقہ کے ''کیسانیہ ''نام کی وجہ تسمیہ میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں: 1۔ کیسان امیر مختار کا لقب تھا۔ 2۔ کیسان امیر مختار کی فوج کے سردار کا نام تھا۔ 3۔ کیسان حضرت امیر المومنین کے غلاموں میں سے ایک غلام کا نام تھا کہ جس نے امیر مختار کو امام حسین کے خون کا انتقام لینے کے لیے شوق اور رغبت دلائی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ مختار کی فوج کا سردار ایک کیسان نامی شخص تھا جو ''ابو عمرہ'' کے نام سے مشہور تھا قبیلۂ ''بجیلہ'' سے جو قبیلۂ ''عرینہ''کہ وہ بجیلہ کے گروہوں میں سے ایک ہے ۔ یہ کیسانیہ کے اعتقادات کے مختصر تاریخی جائزہ تھا جو 60 ہجری کے بعد پیدا ہوا اور تیسری صدی ہجری میں ختم ہو گیا اور اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔

''محمد حنفیہ '' کا ''کوہ رضوی '' سے ارتباط یہ ہے کہ ''عبد اللہ ابن زبیر '' نے جب بنی ہاشم کے مقابل میں اپنے ضعیف اور نابود ہونے کا خطرہ احساس کیا تو ''عبد اللہ ابن عباس '' کو ''طائف '' اور ''محمد حنفیہ ''''کوہ رضوی'' کی طرف شہر بدر کیا۔ اس بیان کی بنا پر ''محمد حنفیہ '' نے اپنی عمر کا آخری حصّہ اسی سمت میں بسر کیا ہے بعض مورخین نے کہا ہے کہ ان کا اسی جگہ انتقال ہوا ہے ۔ لیکن اکثر مورخین معتقد ہیں کہ محمد حنفیہ کی وفات مدینہ میں ہوئی اور بقیع میں مدفون ہیں۔ اس بات کے پیش نظر کہ ''رضوی'' چونکہ محمد حنفیہ کے شہر بدر کی جگہ تھی،کیسانیہ

کے ایک گروہ نے اس مقام کو محمد حنفیہ کی غیبت کی جگہ جانا ہے ، اس بات کا منتظر تھا کہ ایک دن وہ "کوہ رضوی" سے ظاہر(رجعت) ہوں گے اور سر زمین مکہ سے قیام کریں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے ۔ اور وہی مہدی ہیں۔پس ‘‘رضوی ’’ ان کے ‘‘مہدی موعود’’ کی جائے غیبت ہے اور وہیں سے وہ "رجعت" فرمائیں گے۔

کیسانیہ فرقہ قدیم چنداہم عقائد:

باغ فدک اور خلافت کو وجہ بنا کر خلفاء راشدین میں سے پہلے تین خصرت پر تبراء

امام مہدی کا تصور۔

غیبت امام مہدی۔

رجعت اور ظہور امام مہدی وغیرہ۔

چناں چہ حسن عسکری کے بیٹے سے بہت عرصہ قبل "محمد حنفیہ" امام مھدی کہلائے اور ایک شیعہ فرقے کا امام منصوص من اللہ بنے اور ان کی "غیبت" جبل رضوی میں ہوئی اور وہ عنقریب /قرب قیامت "ظہور" فرمائیں گے، ان کی واپسی کے بعد دنیا میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ جیسا کہ رنبیّہ ‘‘ابن کرنب’’ کے ماننے والوں نے کہا: "محمد حنفیہ زندہ ہیں اور کوہ رضوی میں سکونت پذیر ہیں اور بغیر ظہور کیے دنیا سے نہیں جائیں گے ،دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے پُر ہوگیا"

اس فرقہ کی تاریخ 60ھ سے 173ھ تک ہے، جس میں السید الحمیاری کے کیسانیہ عقیدہ چھوڑنے کے بعد حیان السراج نے قیادت سنبھالی اور اپنے امام مھدی غائب محمد حنفیہ کے انتظار اور رجعت کے لیے کوشاں رہے۔

حمد حنفیہ اگر چہ امام حسین کی شہادت کے بعدبہت سی مشکلوں سے روبرو ہوئے، اور حجاج ،عبد الملک اور عبد اللہ ابن زبیر کی طرف سے انہیں بیعت کی دعوت کے لیے بہت سی تہدید(دھمکی) اور طمع دی گئی انہیں خوف دلایا ،لیکن اپنی نیک تدبیر سے کسی حد تک ان کے شر سے محفوظ رہے ،یہاں تک کہ آخر میں محرم 81ھق میں 65 سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں دنیا سے رخصت ہوئے اور قبرستان بقیع میں دفن ہوئے ۔

محمد حنفیہ کے انتقال کی جگہ کے لیے تین اقوال ہیں:

1۔ مدینہ

2۔ طائف

3۔ ایلہ (مکہ و مدینہ کے درمیان)

اور چوتھا قول بھی نقل ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ :ان کا انتقال ‘‘رضوی’’ کے مقام میں ہوا اور

بقیع میں دفن کیا گیا۔
"رضوی"ایک بلند پہاڑ کا نام ہے مدینہ کے قریب جو "یَنبُع" سے ایک منزل اور مدینہ سے سات منزل کا فاصلہ ہے ،جہاں اونچی اونچی پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں، کثرت سے درّے، درخت اور بہت سے صاف و شفاف چشمے پائے جاتے ہیں۔
محمد حنفیہ کی رحلت کے بعد،کیسانیہ فرقہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گیا کہ ان میں سے منجملہ یہ ہےں :
1۔ سرّاجیّہ "حسّان سرّاج" کے ماننے والوں نے کہا:
"محمد حنفیہ وفات پا چکے ہیں کوہ رضوی میں مدفون ہیں ،لیکن ایک دن رجعت کریں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ "
2۔ کرنبیّہ "ابن کرنب" کے ماننے والوں نے کہا:
"محمد حنفیہ زندہ ہیں اور کوہ رضوی میں سکونت پذیر ہیں اور بغیر ظہور کیے دنیا سے نہیں جائیں گے ،دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔ " ان کو اکثر منابع میں "کربیّہ" یا "کریبّیہ" ذکر کیا گیا ہے ۔
3۔ ہاشمیہ ،"ابو ہاشم عبد اللہ" کے ماننے والے جو محمد حنفیہ کے بعد ان کے فرزند "عبد اللہ" کی امامت کے معتقد ہوئے ۔
ہاشمیہ فرقہ بھی ابو ہاشم کی وفات کے بعد مختلف فرقوں میں جیسے :"مختاریّہ"
"حارثیّہ""روندیّہ""بیانیّہ" وغیرہ میں تقسیم ہو گیا۔
کیسانیہ کی اکثریت اس بات کی معتقد ہے کہ محمد حنفیہ کی وفات نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ کوہ رضوی میں مخفی اور غائب ہیں ایک مدت کی غیبت کے بعد آخر میں ظہور کریں گے یعنی "رجعت" اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ وہ لوگ اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ محمد حنفیہ وہی مہدی موعود ہیں اور مکہ معظمہ سے ظہور کریں گے ۔
وہ لوگ کہتے ہیں:ہر دن صبح و شام محمد حنفیہ کی خدمت میں اونٹ آتے ہیں وہ ان کے دودھ اور گوشت کو کھاتے پیتے ہیں۔
سید اسماعیل حمیری محمد حنفیہ کی مدح میں کیسانیہ کے عقائد کی بنیاد پر نظم کیے وہ انہیں اشعار کے ضمن میں کہتے ہیں :
یا شعب رضوی ما لمن بک لا یری و بنا الیہ من الصّبابۃ أولق حتی متیٰ، و الیٰ متیٰ و کم المدیٰ یا بن الوصیّ وأنت حیّ ترزق
اے غار رضوی! تمہارے اندر قیام کرنے والا کیسا ہے جو دکھائی نہیں دیتا،جب کہ ہم اس کے

عشق میں دیوانے ہو گئے ہیں۔اے فرزند وصی! کب تک اور کس زمانہ تک اور کتنی مدت تک زندہ رہیں گے اور رزق کھاتے رہیں گے؟
کیسانیہ کے دوسرے مشہور شاعر، ''کثیرِ عزّہ'' بھی اس سلسلہ میں کہتے ہیں : تغیّب لا یری عنھم زمانا برضوی عندہ عسل و ماء
ایک مدت سے رضوی میں ان لوگوں سے مخفی ہوگئے ہیں لہذا دکھائی نہیں دیتے ان کے پاس پانی اور شہد ہے ۔
مختار ثقفی کے بعد جو کیسانیہ کے بانی کہلاتے تھے،حمیری اور کثیرِ عزّہ نے رزمیہ شاعری کے با معنی اور بہترین اشعار پیش کر کے کیسانیہ فرقہ کی ترقی میں بہت زیادہ موثر کردار ادا کیا۔ انہوں نے باغ فدک کے تنازع کو لے کر "تبرا" اور "لعن طعن" کو خوب رواج دیا۔

زیدیہ فرقہ

زیدیہ شیعہ ، اہل تشیع کا ایک فرقہ ہے جس میں حضرت امام سجادرضي الله عنه(پیدائش 702ء) کی امامت تک اثنا عشریہ اہل تشیع سے اتفاق پایا جاتا ہےیہ فرقہ امام زین العابدین کے بعد امام محمد باقر کی بجائے ان کے بھائی امام زید بن زین العابدین کی امامت کے قائل ہیں۔
یمن میں ان کی اکثریت ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہیں۔ وہ آئمہ جن کو زیدی معصوم سمجھتے ہیں:

حضرت امام علی علیہ السلام
حضرت امام حسن علیہ السلام
حضرت امام حسین علیہ السلام

ان کے بعد زیدی شیعوں میں کوئی بھی ایسا فاطمی سید خواہ وہ امام حسن کے نسل سے ہوں یا امام حسین کے نسل سے امامت کا دعوی کر سکتا ہے۔زیدی شیعوں کے نزدیک پنجتن پاک کے علاوہ کوئی امام معصوم نہیں،کیونکہ ان حضرات کی عصمت قرآن سے ثابت ہے۔ زیدیوں میں امامت کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ یہ فرقہ اثنا عشری کی طرح امامت،توحید،نبوت اور معاد کے عقائد رکھتے ہیں تاہم ان کے آئمہ امام زین العابدین کے بعد اثنا عشری شیعوں سے مختلف ہیں۔لیکن یہ فرقہ اثنا عشری کے اماموں کی بھی عزت کرتے ہیں اور ان کو "امام علم" مانتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ زیدی کتابوں میں امام باقر،امام جعفر صادق اور امام عسکری وغیرہ سے بھی روایات مروی ہیں۔
یہ فرقہ اہل سنت کے بہت نزدیک ہے۔اس فرقہ کے لوگ صحابہ کرام پر تبراء کو جائز نہیں سمجھتے،تقیہ کے قائل بھی نہیں۔اس کے علاوہ یہ لوگ خلفائے راشدین کا نام بھی احترام سے لیتے ہیں البتہ امیر معاویہ اور طلحہ و زبیر سے متعلق بعض ان کے کفر کے قائل ہیں اور بعض زیدی ان اصحاب کو فاسق سمجھتے ہیں۔سب و شتم کے بھی سخت مخالف ہیں۔ وضو میں یہ لوگ اہل

سنت حضرات کی طرح پاؤں دھونے کے قائل ہیں۔ اہل تشیع اثناء عشری کی طرح نماز میں قنوت نہیں پڑھتے،اور سجدگاہ بھی نہیں رکھتے۔ اہل سنت حضرات کی طرح سلام پھیرتے ہیں۔ نکاح متعہ کو حرام سمجھتے ہیں۔ امام مہدی سے متعلق زیدی عقیدہ یہی ہے کہ ان کی پیدائش نہیں ہوئی بلکہ قرب قیامت ان کی پیدائش ہوگی اور ان کی حکومت ہوگی۔

اس فرقے میں عقائد میں اثنا عشری سے مطابقت ہونے کے ساتھ ساتھ اذان میں بھی یہ لوگ "حی علی خیر العمل "پڑھتے ہیں۔البتہ اس فرقہ کے لوگ،اذان میں"اشھد ان علیا ولی اللہ" نہیں پڑھتے۔نماز میں ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ اثنا عشری کی طرح نھج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ کو مانتے ہیں

نصیریہ یا علوی فرقہ

مورخین اس فرقے کو "نصیریہ" کے نام سے ہی جانتے تھے ۔ گو کہ یہ اپنے آپ کو علوی کہلوانا پسند کرتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ علوی کا نام انہیں "فرانسیسی انتداب" جس کو "فرنچ مینڈیٹ" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کہ دوران دیا گیا ۔جب فرانسیسیوں نے "الاذقیہ" میں ان کو شام سے الگ کرکے ان کو ایک علیحدہ ریاست دے دی جس کو "دولۃ علویون" کے نام سے جانا جاتا تھا۔نصیری تاریخ دان محمد غالب التاویل 1938 میں اپنے مذہب کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے چار سو سالہ دور جبر کے بعد جس میں ان کو نصیری کہہ کر پکارا جاتا تھا ان کو اپنا اصل نام "علوی" واپس مل گیا ۔لیکن دراصل نصیریہ ہی ان کا وہ نام ہے جو کہ ان کے مذہب و تاریخ سے مطابقت رکھتا ہےجس کی جڑیں نویں صدی سے جاملتی ہیں ۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ لفظ علوی کا اطلاق مسلمان مورخین مسلم سرزمینوں پر پائے جانے والے تقریبا تمام شیعہ فرقوں پر کرتے رہے ہیں ۔اس لیے ان کے لیے اس لفظ کا استعمال درست نہیں۔ کیونکہ شیعہ انہیں غلاط فرقوں میں سے مانتے ہیں جن کا مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہیں ۔گوکہ کچھ نئ سیاسی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید شیعہ انہیں بارہ اماموں کا درجہ دے بیٹھے ہیں ۔

نصیریہ قبائل کا اصل علاقہ کون سا تھا یہ امر مورخین کے درمیان وجہ تنازعہ رہا ہے لیکن زیادہ تر ان کا اصل علاقہ "جبال النصیریہ " کو ہی شمار کرتے ہیں جو کہ شمالی شام کا ایک پہاڑی علاقہ ہے ۔ یہ لبنان سے لے کر ترکی قبرص تک پھیلا ہوا ایک عظیم پہاڑی سلسلہ ہے ۔نصیری فرقہ اس کے علاوہ شام کے کئی صوبوں جیسے الاذقیہ ، حمص و حما ،لبنانی علاقے "اکار" اور ترکی کے صوبہ حتی ، سیحان ،طرسوس و اناطولیہ میں کیثر تعداد میں پائے جاتے ہیں ۔ موجودہ جاری جنگ میں نصیریوں کو جنگی و افرادی قوت بھی انھی علاقوں سے میسر آرہی ہے ۔تیرھویں صدی تک ان کے کئی طاقتور قبائل موصل عراق کے شام میں واقع علاقے "سنجر" میں بھی رہتے تھے ۔ جو کہ کردوں و اسماعیلیوں کے خلاف اپنے ہم مذہب شامی نصیریوں کی مدد کے لیے جبال

النصیریہ کو گئے ۔اور وہیں سے عراق کے بسنے والے نصیریوں کے عقائد شام کے نصیریوں کے اندر بھی نفوذ پذیر ہوتے چلے گئے ۔

مذہبی طور پر نصیریہ تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں

قمری

یہ چاند کو حضرت علی کا مظہر جانتے ہیں ان کے مطابق حضرت علیؑ چاند میں رہتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کے چاہنے والے ستاروں کا روپ دھار جاتے ہیں

شمسی

یہ سورج کو حضرت علیؑ کا مظہر مانتے ہیں ۔ ان کے مطابق سورج وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت علیؑ رہتے ہیں

مرشدین

یہ بیسیویں صدی کے ایک نصیری "سلمان مرشد" کی طرف منسوب ہیں جس نے اپنے متعلق مافوق الفطرت قوتوں کے منسوب ہونے کا دعوی کیا ۔یہ اصل میں قمری نصیریوں کا ہی ایک گروپ ہے جو کہ اپنے آپ کو مرشدین کہلواتا ہے ۔

شیعہ فرقوں میں سے ایک فرقہ، جو آج کل شام اور بعض دوسرے اسلامی ممالک میں پایا جاتا ہے، وہ نصیری یا علوی فرقہ ہے-

سعد بن عبداللہ اشعری قمی پہلے افراد میں سے ہیں، جنھوں نے نصیری فرقہ کی معرفی کی ہے- انھوں نے اپنی کتاب " المقالات و الفرق" میں ان کا یوں تعارف کیا ہے:

"علي بن محمد کی امامت کے قائل کچھ افراد، محمد بن نصیر غبری کی نبوت کے قائل ھوئے ہیں- یہ شخص دعوی کرتا تھا کہ نبی اور رسول ہے اور علی بن محمد عسکری نے اسے بھیجا ہے — وہ تناسخ [یعنی آواگون] کا قائل تھا اور ابوالحسن کے بارے میں غلو کرتا تھا اور ان کی ربوبت کا قائل ھوا تھا- وہ محرمات کو مباح سمجھتا تھا اور مردوں کے ساتھ مردوں کے نکاح کو جائز جانتا تھا اور تصور کرتا تھا کہ یہ کام کسر نفسی ہے-

ابو شہیب محمد بن نصیر ان غالی لوگوں میں سے تھا جو علی رضي اللہ عنہ کو اللہ مانتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھتے ہیں۔ے

اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلاَ اِلاّ حَیْدَرَۃ الاَنْزَاعُ الْبَطِیْنُ
وَلاَ حِجَابِ عَلَیْہِ مُحَمَّدؐ الصّادِقُ الاَمِیْنُ
وَلاَ طَرِیْقِ اِلَیْہِ اَلاّ سَلمانُ ذُوالْقُوّۃ الْمَتِیْنُ

’’میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے گنجے سروالے' بڑے پیٹ والے حیدر کے اور اس پر کوئی پردہ نہیں سوائے سچے دیانت دار محمدصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے' اور اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے مضبوط طاقت والے سلمان کے